حکمرانوں کی تکفیر و خروج سے متعلق مسلم مذہبی افکار میں امن و تشدد کی توضیحات: تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

Manifestations of Peace and Violence in Muslim Religious Thoughts on the Takfīr and Exodus of Rulers: An Analytical and Comparative Study

Abdul Nasir Zamir[1]

Dr. Razia Shabana[2]

Abstract:

Islam is the religion of peace and success here and hereafter. A Muslim, who is in the guarantee of Allah and Muhammad (PBUH). A Muslim ruler is the political leader of the Islamic State. It is ordered that Muslims love Allah, Muhammad (PBUH) and all Muslims. A Muslim must be a well-wisher of all Muslims of the world especially his or her relatives and neighbors. It is the religious obligation of a Muslim to obey the ruler of his or her country whether he is a pious or sinner. It is prohibited to say a Muslim or a ruler disbeliever or apostate. Some religious groups spread violence through their thoughts due to wrong allegations based on wrong interpretations of the Quran and Sunnah. This has been practiced since the regime of caliph Usman (R.A) by Khawārij, a group having the wrong religious ideology. Contemporary "Khawārij" alleged that Muslim rulers do not implement Islamic Sharia in a country like Pakistan so the rulers are disbelievers and apostates. Due to apostasy, rulers and their public who accepted laws other than Sharia were also able to harm, violate, and even assassinate. So, these Khawārij try to kill or harm any way to rulers and the public through, terrorist activities like bomb blasts, armed actions, etc. All these activities are illegal in Islam and the right path of Muslim Jurists. After that, it will be possible to make peace treaties among Semitic religions.

Keywords: *rulers, Islamic Sharia, peace, violence, Muslim religious thoughts*

تعارف:

اسلام امن کا دین ہے مگر پھر بھی مسلمانوں میں حکمرانوں اور عوام کی تکفیر کی وجہ سے تشدد اور قتل و غارت پائی جاتی ہے۔ یہ مسلم مذہبی افکار کی ان توضیحات کا نتیجہ ہے جن کا تعلق کم علمی اور قواعد شرعیہ سے عدم واقفیت ہے۔ اس مضمون میں اس بات کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلم حکمرانوں اور عوام کی تکفیر، خروج اور تشدد وجہ کم علمی و جہالت ہے۔ قرآن، سنت اور فی سبیل المومنین کا راستہ نہیں۔ اسلام میں ہر طرح کا تشدد حرام ہے جو اسلامی ریاست اور مسلمانوں اور اسلامی کے اجتماعی مفادات کے خلاف ہو۔

---

[1] - Ph.D. Scholar, Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.

[2] - Associate Professor, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.

مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کی ضمانت میں:

کلمہ گو مسلمان گویا اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرتا ہے اور ان کی امان اور ضمانت طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق اسے ضمانت دی گئی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ المُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ۔"[3]

"جو ہماری نماز پڑھتا ہے، اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو یہ شخص مسلمان ہے جو اللہ کی ضمانت میں ہے اور رسول کی ضمانت میں ہے، پس اللہ کی ضمانت کو توڑ کر اس کی ضمانت کی تحقیر مت کرو۔"

ذمہ کے معنی امن اور عہد پورا کرنے کے ہیں۔ گویا یہ اللہ کا عہد ہے مسلم اس کی امانت اور ضمانت میں ہے۔ جو مسلمان کو نقصان پہنچاتا ہے گویا وہ اللہ کی ضمانت کی تحقیر کرتا ہے۔ دھوکہ کرتا ہے اور عہد کو توڑتا ہے۔

بیعت رسول ﷺ کی بنیاد: مسلمان کی خیر خواہی

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔"[4]

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں کی شہادت، نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، حکمرانوں کی بات سننے اور ان کی اطاعت کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔"

اس بیعت میں سب سے آخر میں جو بات کی گئی ہے کہ وہ مسلمان کی خیر خواہی کرے گا۔ وہ دنیا میں کہیں بھی ہے۔ خیر خواہی ضروری ہے۔ اور یہ امن کی بنیاد ہے۔

مسلمان کو کافر کہنے اور اس پر اسلحہ تاننے کی ممانعت:

مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو کافر کہے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا".[5]

"جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کا یہ کافر کہنا ان میں سے ایک پر لوٹ آتا ہے۔"

---

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۳۹۱.
Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al Jāme al Sahīh*, Beirut: Dār Touq al-Nijāt, 1422AH, Hadith: 391

[4] ایضاً، رقم الحدیث: ۲۱۵۷.
Ibid, Hadith: 2157

[5] ایضاً، رقم الحدیث: ۶۱۰۴
Ibid, Hadith: 6104

اگر وہ اللہ کے ہاں کافر نہیں ہے تو کفر کہنے والے پر واپس لوٹ آتا ہے۔ یہ کہنا مذاق میں بھی جائز نہیں، سنجیدگی سے تو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ فاسق و فاجر مسلمان کی اصلاح کی جاتی ہے چاہے وہ عقائد کی ہو یا اعمال کی۔ جب سب مسلمان ایک دوسرے کی اصلاح کریں گے تو امن ہوگا۔ فرقہ پرستی ختم ہوگی، مسلم ریاست خوشحال ہوگی اور ترقی کرے گی اور رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

"مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا".[6]

"جو ہم (مسلمانوں) پر اسلحہ اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔"

بغیر کسی قصور کے کسی مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور جس نے مسلمان پر اسلحہ اٹھانے یا اسے قتل کرنے کو حلال جانا اس نے کفر کیا کیونکہ مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر ظلم کرے نہ اس پر کسی اور کو ظلم کرنے دے اور نہ ڈرائے دھمکائے۔

باہمی محبت کا نتیجہ باہمی قوت:

اگر مسلمان ایک دوسرے سے محبت کریں گے یعنی ایک ہی قومی سوچ رکھیں گے تو مضبوط ہوں گے اور اگر ان کی کوئی قومی سوچ نہ ہوگی تو یہ ریوڑ میں موجود الگ الگ جانوروں کی طرح ہیں جن کی ہر وقت جان خطرے میں رہتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ۔"[7]

"ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کے انگلیوں کو آپس میں داخل کر کے بتایا۔"

اکیلے مسلمان پر شیطان بھرپور طریقے سے حملہ کرتا ہے، دو پر شیطان کا حملہ کمزور ہو جاتا ہے اور اگر تین اکٹھے ہوں تو یہ ایک جماعت کی طرح ہیں اب شیطان کا داؤ نہیں چلنے والا اور متحد مسلمان شیطان کے علاوہ دشمن سے بھی محفوظ رہتے ہیں، عزت، امن اور خوشحالی پاتے ہیں۔ مسلم ریاستیں مضبوط ہوں گی، کفار اپنی سازشوں میں ناکام ہوں گے۔ ورنہ تکفیر، خروج، تشدد اور قتل وغارت سے اسلام، مسلمانوں اور مسلم ریاستوں کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ قوت، طاقت اتحاد میں ہے نہ کہ انتشار میں۔

مسلمان حکمرانوں کے فرائض:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔"[8]

"اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو۔"

---

[6]۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۷۰۷۰ — Bukhari, *Jāme al Sahih*, Hadith: 7070

[7]۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۶۰۲۶ — Ibid, Hadith: 6026

[8]۔ ص، ۳۸:۲۶ — Saad, 26:38

حق سے مراد اللہ کا نازل کردہ قانون ہے اور وہ محمد ﷺ کی امت میں قرآن و سنت ہے۔ حکمرانوں کا فرض ہے کہ اسلامی ملک میں اسلامی قانون نافذ کریں۔ اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہ بنائیں اور نہ نافذ کریں۔

مسلم حکمرانوں و عوام کی تکفیر کی ابتدا:

مسلمان حکمرانوں کی تکفیر اور خروج کی ابتداء تو خوارج نے حضرت عثمانؓ کے دور میں کی تھی مگر وہ فکر ابھی تک مسلمانوں میں موجود ہے۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مسلمان پوری دنیا میں اسلام کے نفاذ کی مسلسل جدوجہد میں مشغول ہیں۔ خلافت کے بعد وجود میں آنے والے مسلمان ممالک میں مختلف جماعتیں وجود میں آئیں مثلاً پاکستان میں جماعت اسلامی، مصر میں اخوان المسلمین، وغیرہ، ان ممالک میں نفاذ اسلام کا مطالبہ زور پکڑتا گیا جبکہ حکومتوں میں زیادہ تر لوگ سخت مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں اور عوام بھی عقائد اور اعمال کے اعتبار سے کردار کے اس درجے پر نہیں کہ اسلامی نظام کو برداشت کر سکیں۔ ان حالات میں نیم اسلامی نظام یا ملا جلا اسلامی قانون نافذ ہے۔ تو بعض اسلامی جماعتوں نے خوارج کے طریقے پر عوام اور حکمرانوں کی تکفیر شروع کر دی اور انہیں واجب القتل قرار دیا۔ علامہ قحطانی کا قول ہے۔

"تکفیر شرعی حاکم اور راسخین فی العلم کا کام ہے۔"[9]

ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ بھی عوام، گروہ، یا کسی پارٹی کا کام نہیں جیسا کی لوگوں میں باور کرایا جاتا رہا۔ بلکہ حد قائم کرنا حکمران کی ذمہ داری ہے عام مسلمانوں کا کام نہیں۔ احکام شرعیہ ضروریات خمسہ (مقاصد شریعہ) زندگی کی حفاظت و بقا کے گرد گھومتے ہیں۔ ان کے اندر دین، جان، عزت، عقل اور مال آتا ہے۔ کسی بھی انقلاب یا اختلاف میں ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

خارجیت: وجہ گمراہی و تکفیر

خارجی اپنے علاوہ سب کو کافر سمجھتے ہیں اور امام (حکمران) سے قتال کرنا جائز سمجھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں خارجیوں کو شکست فاش دی تھی۔ اہل سنت اور اہل تشیع غالی، خارجی اور ناصبی عقائد رکھنے والے اہل سنت اور اہل تشیع کو مرتد اور کافر یا کم از کم گمراہ سمجھتے ہیں۔ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں میں غالی، خارجی اور ناصبی لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔

مسلم حکمرانوں اور عوام کی تکفیر کے دلائل اور ان کی حقیقت

عام مسلمانوں اور حکمرانوں کی تکفیر کی درج ذیل تین بڑی وجوہات بیان کی جاتی ہیں جن کی حقیقت ذیل میں واضح کی جاتی ہے۔

۱۔ آیات تحکیم

۲۔ آیت ولایت

۳۔ عقیدہ الولاء والبراء

9۔ قحطانی، محمد بن حسین، **شدت پسندی کے خلاف کبار علمائے اسلام کے فتاویٰ**، گوجرانوالہ، دار ابی الطیب للبحث والتحقیق، ۲۰۲۰ء، ص ۱۲۷

Qah'tani, Muhammad bin Hussain, *Shiddat Pasandi Ky Khilaf Kibar Ulama-e-Islam Ky Fatāwā*, Gujranwala: Dar e abi Al-Tayyab lil Bahas wa al-Tahqīq, 2020AD, P:127

ان آیات کی بنیاد پر مسلم حکمرانوں کی تکفیر کی جاتی ہے اور عوام چونکہ اس قانون کے مطابق اپنے فیصلے انہیں عدالتوں میں لے جاتے ہیں تو اس وجہ سے ان کی بھی تکفیر کی جاتی ہے، تکفیر کے بعد، خروج، تشدد اور قتل کو غارت کو دینی ذمہ داری سمجھ کر سرانجام دیا جاتا ہے جس کی حقیقت درج ذیل ہے۔

1. وضعی قوانین اور آیات تحکیم کی غلط توضیح:

"وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ".[10]

"اور جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ليس الكفر الذي تذهبون إليه وإنه ليس كفرا ينقل عن الملة وهو كفر دون كفر-"[11]

"اس سے مراد ایسا کفر نہیں ہے جو انہیں ملت اسلامیہ سے خارج کر دے یہ دوسری طرح کا کفر ہے جسے عملی کفر کہتے ہیں۔"

ان آیات سے مطلب نکال کر خوارج نے حضرت علی سے بغاوت کی اور اس کے پیچھے مومنوں کا خون بہایا اس پر تکفیر کرنا کم علمی اور قواعد شرعیہ سے ناواقفیت ہے۔ جب حکمران اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو اس کی درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

وضعی قانون کا جواز: ہر ملک میں امن وامان قائم رکھنے، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، قومی اور بین الاقوامی معاملات کو چلانے کے لیے اصولوں اور ضوابط یعنی قوانین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ہر ملک کا ایک آئین (قانون) ہوتا ہے جیسے اس ملک کے صاحب اقتدار عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بناتے ہیں۔ جیسے پاکستان کا ۱۹۷۳ء کا آئین وغیرہ۔ حضرت عمرؓ نے بہت سارے قوانین وضع کیے۔

قرآن وسنت کے خلاف وضعی قوانین: اگر وضعی قوانین قرآن وسنت کے خلاف ہوں تو انہیں، بنانا، نافذ کرنا، ان کے مطابق فیصلہ کرنا اور ان کے مطابق فیصلہ کروانا اور اس فیصلہ کو ماننا حرام اور ناجائز ہے۔ مگر اس کی دو حالتیں ہیں:

- قرآن کے خلاف وضعی قوانین کا اہتمام (بنانا، نافذ کرنا، فیصلہ کرنا، پڑھانا، فیصلہ کرانا، فیصلہ ماننا) کرنے والا۔۔۔ آزاد و خود مختار ہو، کوئی دباؤ، خوف، لالچ نہ ہو وضعی قانون کو اللہ کے قانون سے بہتر سمجھتا ہو۔۔۔۔ تو کفر اکبر کا مرتکب یعنی کافر ہے۔
- قرآن کے خلاف وضعی قوانین کا اہتمام کرنے والا۔۔۔ مجبور ہو، کسی دباؤ میں، خوف یا لالچ میں ہو، کم علم ہو۔۔۔ کفر اصغر یا کفر عملی کا مرتکب ہے۔ نہ مرتد ہے، نہ کافر، اور نہ واجب القتل، مجبوری وجہ معافی ہے۔ فاسق یعنی گنہگار ہے۔

---

[10]۔ المائدۃ،۵:۴۴ Al-Māʼida, 5: 44

[11]۔ الطبري، محمد بن جرير، **جامع البيان عن تأويل آي القرآن**، 355/10، باسناد صحيح عن ابن عباس: (وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) قال: هي به كفر، وليس كفراً بالله وملائكته وكتبه ورسله. أخرجه الحاكم 313/2. ابن كثير، تفسير ابن كثير (تفسير القرآن العظيم)، لاهور، ضياء القرآن پبلی کیشنز، 2000ء، 163/6 باسناد صحيح.

Al-Tabri, Muhammad bin Jareer, *Jāme al-Bayan an Tāʼweel Āye al-Quran*, 355/10. Al-Hakim, 313/2. Ibn e Kaseer, *Tafsīr Ibn e Kathir*, Lahore, Zia -ul- Quran Publications, 2000AD, 163/6

مسلمان حکمران، وضعی قوانین اور کفر کا حکم:

مسلمان مغلوب ہیں اور ان پر استعماری طاقتوں کا دباؤ اور خوف ہے اور کہیں وہ لالچ بھی۔ دوسری بات اکثر مسلمان حکمران، قاضی یا جج قرآن وسنت کے علم سے عاری ہیں اور ان کے ممالک میں اسلامی اور وضعی قوانین کا مجموعہ نافذ ہے جیسا کہ پاکستان میں۔ کم علم ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مسلمان حکمران، مغرب کو خوش کرنے کے لیے کوئی ایسا قانون بنادیتے ہیں جو قران وسنت کے خلاف ہوتا ہے۔

یہ سب لوگ معذور ہیں اور کہیں کفر اصغر کے مرتکب ہوتے ہیں اور کہیں فسق کے لہذا یہ کافر، مرتد، واجب القتل نہیں ہیں۔ ان کی اہل علم اصلاح کریں جیسے حالات کے مطابق مناسب ہو۔ تکفیر، خروج یعنی بغاوت، مسلح کاروائیاں، بم دھماکے، قتل وغارت، ہر طرح کی دہشت گردی حرام ہے۔ اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

2. کافروں سے تعلق، مسلم حکمران اور آیت ولایت کی غلط توضیح:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔"[12]

"اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو تم میں سے ان کی طرف ہو وہ انہیں میں سے شمار ہو گا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانے کا کہا گیا ہے اور اگر کوئی ان سے دوستی کرے گا تو انہیں میں سے شمار ہو گا۔ مسلمان حکمرانوں اور افراد کو دوسرے ممالک سے اور ان کے بادشاہوں سے تعلق رکھنا ہوتا ہے۔ سفارتی معاملات، ملکوں کے دورے، تجارتی، سیاسی، فوجی، دفاعی معاملات کے لیے تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ کافروں سے تعلق کی درج ذیل حالتیں اور حکم درج ذیل ہے۔

- ان کے دین کو سچا نہ سمجھتے ہوئے ان سے ضرورت کے لیے تعلقات رکھنا، ان کی تہذیب و ثقافت کو کسی حد تک اپنانا۔۔ کفر کا مرتکب نہیں ہوتا۔ فاسق ہوتا ہے۔
- اگر ان کے دین کو سچا سمجھتا ہے یا دین اسلام اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے نفرت کرتا ہے اور اظہار کرتا ہے۔۔۔ کفر کا مرتکب ہے، کافر ہے۔

حکمرانوں اور عوام کی تکفیر کا اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعی فکر یعنی فکر اسلامی اور فی سبیل المومنین یعنی اسلاف کے طریقے اور راستے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خارجی ذہن ہے اور مردود ہے۔

3. عقیدہ الولاء والبراء کی غلط توضیح:

عقیدہ الولاء والبرء بھی اہمیت کا حامل عقیدہ ہے۔ اس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کو کن لوگوں سے ولایت یعنی دلی دوستی کا تعلق

---

[12] ۔المائدہ، ۵:۵۱ Al-Maida, 5: 51

رکھنا ہوتا ہے اور کن لوگوں سے اظہار براءت کرنا ہوتا ہے یعنی ان سے بیزاری کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ اصل میں یہ اس برائی سے نفرت کا اظہار ہے جو اس بندے میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً ایک مسلمان سے تو اظہار ولایت ہو گا کیونکہ وہ اللہ کو ایک مانتا ہے، محمد ﷺ کو آخری رسول مانتا ہے، اسلامی احکام کے مطابق حلال و حرام کا قائل ہے وغیرہ جبکہ ایک بت پرست سے اظہار براءت ہو گا کیونکہ وہ بتوں کو پوجتا ہے، مگر یہ اظہار براءت اس کے بتوں کو پوجنے کو برا سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

۱۔ دنیا میں مسلم حکمرانوں اور افراد کو دوسرے مذاہب کے حکمرانوں اور افراد سے ملنا ہوتا ہے۔ ان سے دوستی کا اظہار کرنا ہوتا ہے، کہیں مجبوری، دباؤ، خوف، لالچ، کم علمی وغیرہ بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں۔۔۔۔ تو حکمران یا افراد کفر کے مرتکب نہیں ہوتے۔

۲۔ اگر کوئی مسلم حکمران یا فرد یہودی یا عیسائی یا ہندو یا کسی بھی مذہب کو سچا سمجھتا ہے اور دین اسلام میں شک کرتا ہے یا نفرت کرتا ہے۔۔۔ کفر اکبر کا مرتب ہے۔

عقیدۃ الولاء والبراء کی وجہ سے سے بھی مسلما حکمرانوں اور عوام پر کفر کا فتویٰ، خروج، تشدد اور قتل وغارت کا جواز حاصل نہیں ہوتا۔ اسلام امن کا دین ہے اسلام کے نام پر تشدد کی تمام صورتیں حرام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

تشدد کی تمام صورتیں حرام ہیں

عصر حاضر میں انتہا پسندی کی فکر کو اپنانے کے بعد تشدد کی مختلف صورتیں سامنی آئی ہیں جن میں مسلمان کو برملا کافر و مشرک یا مرتد کہنا اور فساد کو ہوا دینا۔ کمزور دلائل کی بنا پر انفرادی یا اجتماعی تکفیر کرنا۔ حکمرانوں پر کفر ارتداد کا فتویٰ لگانا اور ان کا قتل مباح قرار دینا۔ مذہب کے نام پر انفرادی یا اجتماعی قتل کرنا۔ اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں بم دھماکے کرنا یا کرانا، خودکش بم دھماکے کرنا۔ خفیہ اور ظاہر مسلح کاروائیاں کرنا۔ تشدد و قتل وغارت سے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کرنا۔ کافر سیاحوں پر حملے یا ظلم و زیادتی کرنا۔ طیاروں کا اغوا کرنا۔ اسلام کے نام پر کسی بھی ہر طرح کا خوف و ہراس اور دہشت پھیلانا۔

مندرجہ بالا تمام اور اس طرح کی کوئی بھی صورت جو اسلام اور مسلمانوں کا تاثر کو دنیا میں خراب کرے، مسلمان ملکوں میں انتشار، بدامنی پھیلائے، مسلمانوں کو کمزور کرے، دشمن کو فائدہ پہنچائے، اسلامی تعلیمات کے دقیانوس، غیر مہذب اور غیر اخلاقی ہونے کا تاثر دے، مسلمانوں کو دہشت گرد، غیر مہذب اور اسلام کو دہشت گردی پھیلانے والا مذہب قرار دے حرام ہے۔ قرآن و سنت اور جید علماء کی رو سے ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والوں اور ان کے پیروکاروں کو اس پر غور فکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

اصلاح کے اصول: اخلاق اور حکمت:

اور یہی طریقہ ہے خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا اور خلفائے راشدین کا اور صحابہ کرام کا اور اسی طرح بعد کے اہل حق مومنین کا۔ کیونکہ دعوت و اصلاح کے کچھ اصول اور ضابطے ہوتے ہیں اور حکمت کے ساتھ اس کی لاج جاتی ہے مقصد لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانا اور ان کی اصلاح کرنا ہوتا ہے۔ درج ذیل آیت سے دعوت کے لئے اخلاق اور حکمت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ- وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ-"[13]

"اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔"

مندرجہ بالا تمام آیت میں دعوت واصلاح کو اخلاق، مواعظ حسنہ، دلیل، حکمت، بصیرت اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پھلانا چاہیے۔ انسانی نفسیات ہے کہ وہ خوددار ہے اور اپنے عزت نفس اور اپنے احترام کو بڑا پسند کرتا ہے اور اس کے خلاف کرنے والے کی دل سے عزت نہیں کرتا۔

قتل پر ہدایت کی فضیلت:

جب آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو خیبر کی مہم پر روانہ کیا تو فرمایا:

"فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ-"[14]

"پس اللہ کی قسم تمہاری وجہ سے ایک آدمی کا ہدایت پانا تمہارے لیے سرخ (اونٹوں کی) نعمتوں سے بہتر ہے۔"

خیبر میں جنگ کرنے گئے تھے اور ہدایت یہ دی جارہی ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دو نہ کہ انہیں قتل کرو اگر وہ حق قبول کر لیں تو اللہ کے ہاں تمہارا بڑا اجر ہے۔ جنگ کا مقصود بھی فتنہ وفساد کو ختم کرنا اور اللہ کا پیغام لاعلم لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے اور اگر یہ مقصد بغیر جنگ کے حاصل ہو جائے اور لوگ ہدایت کی طرف متوجہ ہو کر حق قبول کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ تکفیر، خروج، تشدد اور قتل وغارت سے نہ اسلام نافذ ہوتا ہے اور نہ اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

اسلام کی رو سے تکفیر کی شرائط:

کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے درج ذیل دو شرائط ضروری ہیں:

۱۔ اس کے کفر پر دلالۃ النص (قرآن و صحیح حدیث سے دلیل ہو)، اور اس کا کفر اسے ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا ہو، یعنی کفر اکبر یا کفر اعتقادی ہو۔

۲۔ جو فعل اس نے کیا ہے نص کی دلیل اس پر منطبق ہوتی ہو۔ اسی خاص شخص یا گروہ کے فعل پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[13] فصلت، ۴۱: ۳۳-۳۴ Fusselat,41:33-34

[14] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت: داراحیاء التراث العربی، رقم الحدیث: ۲۴۰۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۲۹۴۲۔
Muslim Bin Hɘjjaj, *Sahih Muslim*, Beirut: Dār Ihyā al-Turās al-Arabī, Hadith:2406. Bukhari, *Al Jāme al Sahīh*, Hadith: 2942

"مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ."[15]

"جس کا دل ایمان پر مطمئن ہے اور اس سے کسی مجبوری یا دباؤ میں کوئی کفریہ فعل سرزد ہو جائے وہ کافر نہیں ہے۔"

دل کی کیفیت تو اللہ تعالی جانتا ہے اور بد ظنی، بدگمانی، اور ظاہری اعمال سے کسی کے ایمان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے اگر وہ اصولی طور پر اسلام سے انکاری نہیں۔ عصر حاضر کی مسلم ریاستوں کے حکمران اور عوام کے معاملات بھی کچھ مندرجہ بالا آیت کے مطابق ہیں ان میں کمزوری ایمان، خوف، دباؤ، لالچ اور بہت ساری دنیاوی حکمتیں ہیں جن کی وجہ سے ان کی تکفیر اور پھر خروج، تشدد، مسلح کاروائیاں، قتل وغارت کسی طرح بھی جائز نہیں بلکہ حرام اور موجب سزا ہے۔

حکام اور عمال حکومت پر تکفیر کرنا:

کسی خاص شخص پر تکفیر کرنے کے بعد حکام اور ان کے امراء پر تکفیر کی باری آتی ہے۔ حکمرانوں کے امراء میں علماء اور عمال ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ".[16]

"اے مومنو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں صاحب امر (حکمران اور علماء) ہیں ان کی اطاعت کرو۔"

علماء تفسیر کے مطابق اولی الامر سے مراد علماء اور امراء ہوتے ہیں۔ علماء شریعت کی تعلیم و تشریح کرتے ہیں اور امراء اس شریعت کو لوگوں پر نافذ کرتے ہیں۔ اگر ان پر تکفیر کی جائے گی تو اس سے دو قسم کے فساد واقع ہوں گے۔

1. مفسدہ شرعیہ (شرعی طور پر فساد)

یہ تکفیر چونکہ علماء پر ہے اور جب علماء پر کفر کا فتویٰ لگے گا تو شریعت کی تعلیم و تشریح مشکوک ہو جائے گی۔ علماء شریعت کی تعلیم حاصل کرتے ،اس پر عمل کرتے اور اس کی تشریح عوام الناس کے لئے کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ-"[17]

"اور بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لئے جس نے اس علم کو حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا۔"

---

[15]۔ النحل، ۱۶: ۱۰۶ Al-Nahal, 16: 106

[16]۔ النساء، ۴: ۵۹ Al-Nisaa, 4: 59

[17]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، بیروت: المکتبۃ العصریہ، صیدا، رقم الحدیث: ۳۶۴۱۔ ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، رقم الحدیث: ۲۶۸۲۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، حلب، دار احیاء الکتب العربیۃ، رقم الحدیث: ۲۲۳

Abu Dawood, Suleman Bin Ashas, *Sunan Abi Daood*, Bairot, Al-Maktaba Al-Asariya, Hadith: 3641. Tirmazi, Muhammad Bin Isa, *Sunnan Tirmazi*, Bairot, Dar al-gharb al-Islami, 1998AD, Hadith: 2682. Ibn e Majah, Muhammad Bin Yazid, *Sunnan Ibn e Majah*, Halb, Dar Ihya al-kutub al-arabia, Hadith: 223

2. اجتماعی طور پر فساد:

جب حکومت کے امراء پر کفر کا فتویٰ لگے گا تو وہ چونکہ قوانین شریعت کو نافذ کرنے والے ہوتے ہیں لہٰذا قوانین کے نفاذ میں تردد ہوگا اور عوام الناس اس پر عمل نہیں کریں گے اور اجتماعی فساد کا خطرہ ہے۔

پاکستان میں امن کی جدوجہد (22 نکات، 1973 کا آئین، پیغام پاکستان)

پاکستان میں امن کی جدوجہد پاکستان بننے کے بعد شروع ہوگئی تھی اس مقصد کے لیے درج ذیل اقدامات کیے گئے تاکہ تشدد اور بدامنی راہ نہ پاسکے۔

ا۔ مورخہ 21، 22، 23، اور 24 جنوری 1951ء کو سید سلیمان ندوی کی زیر صدارت تمام مکاتب فکر کے 32 علماء نے پاکستان میں اسلامی دستور کے بنیادی اصول بالاتفاق طے کیے جنہیں علماء کے 22 نکات[18] سے یاد کیا جاتا ہے۔ اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے، ملک کا قانون قرآن و سنت پر مبنی ہوگا، اور قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہوگا۔ ملک کی اساس اسلامی ضابطہ حیات پر ہوگی۔

۲۔ دستور پاکستان 1973ء میں تقریباً علماء کے 22 نکات کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔ یعنی مذہبی، سیاسی، اور دستوری طور بھی پاکستان تشدد کے مواقع مہیا نہیں کرتا مگر مسلم افکار کی توضیحات نے اس امن کو تشدد میں بدل کر رکھ دیا۔ ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی (1952ء-2004ء) کا جہاد کا فتویٰ[19] نیٹ پر موجود ہے جس نے مسلم حکمرانوں کے خلاف جہاد، حکومت اور عوام کے خلاف مسلح تشدد کی راہیں کھول دیں۔ تحریک طالبان پاکستان اس کا نتیجہ ہے۔

۳۔ پیغام پاکستان حکومت پاکستان نے تمام مکاتب فکر کے علماء، مفتیان، مشائخ اور ملکی سطح کے دانشوروں، یونیورسٹیز کے پروفیسرز وغیرہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور ان کی رضا اور دستخطوں ایک قومی بیانیہ جاری کیا جس کا نام "پیغام پاکستان" رکھا اس پیغام میں جو اہم مسائل بیان کیے گئے جو ریاست اور پاکستانی معاشرے کو درپیش تھے وہ درج ذیل ہیں۔

- ریاست کے خلاف جنگ
- ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی
- فرقہ پرستی اور تکفیریت کا رجحان
- جہاد کی غلط تشریح
- امر بالمعروف کے عنوان سے قانون ہاتھ میں لینے کا رجحان

[18]۔ اداریہ، **۳۱ علماء کرام کے ۲۲ دستوری نکات**، ماہنامہ الشریعہ، جولائی ۲۰۱۵ء، جلد ۲۶، شمارہ ۷۲، ص ۴، الشریعہ اکیڈمی، گوجرانوالہ، پاکستان۔
Idaria, 31 Ulama kram k 22 Dastoori Nukaat, Monthly, Al-Sharia, July,2015, Vol: 26, Issue,72, P4,Al-Sharia acadmey, Hashmi colony, Kangni wala, Gujranwala, Pakistan
[19]https://sadaehaqq.wordpress.com/2013/11/14/%d9%85%d9%81%d8%aa%db%8c%d8%b4%d8%a7%d9%85%d8%b2%d8%a6%db%8c%d8%b1%d8%ad%d9%85%db%81%d8%a7%d9%84%d9%84%db%81%da%a9%d8%a7%d9%81%d8%aa%d9%88%db%8c%d9%b0-%d8%ac%d8%b3-%da%a9%db%8c-%d8%a8%d9%86%d8%a7/

- قومی میثاق کو نظر انداز کرنے کا رجحان۔[20]

حکومت، فوج اور دفاعی اداروں نے پیغام پاکستان کی بناپر تحریک طالبان اور دیگر مذہبی اور غیر مذہبی باغی تنظیموں کے خلاف مسلح کاروائیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ پیغام پاکستان میں تکفیر، خروج، تشدد، قتل وغارت اور ہر طرح کی دہشت گردانہ کاروائیوں کو اسلامی شریعت اور پاکستانی آئین کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ پیغام پاکستان کے بیانیہ پر تمام مکاتب فکر کے جید علماء کے دستخط موجود ہیں۔

فاسق حکمرانوں کی اطاعت کا حکم

حکمران اگر مومن ہوں تو پھر ان کی اطاعت فرض ہے سورۃ النساء کی آیت ۵۹ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور صاحب امر (حکمران اور علماء) کی اطاعت کا حکم ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے اگر حکمران فاسق ہوں تو مسلمانوں کو ان کی اطاعت کرنی چاہیے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ۔"[21]

"ایساامام (حکمران) جواللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا حکم نہ کرے اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا حق ہے یعنی لازم ہے۔ مگر جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا حکم کرے تو نہ اس کی بات سنو اور نہ ہی اطاعت کرو۔"

دنیا کے کسی قانون میں یہ بات نہیں ہو گی کہ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو نہ سنو اور نہ ہی اطاعت کرو۔ انسان اور خصوصاً مسلمان دین اسلام یعنی اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے فرمان یعنی قرآن وسنت کا پابند ہے حکمران کا نہیں اسی لیے غلط بات نہیں مانی جائے گی۔ لیکن عمومی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا جائے گا۔ تکفیر، خروج، تشدد، ریاست یا حکومت یا عوام کے خلاف مسلح کاروائیاں یا بغاوت یا خروج نہیں کیا جائے گا۔

خلاصہ بحث

خلاصہ یہ ہے کہ مسلم مذہبی افکار کی وجہ سے پرامن اسلام کو پر تشدد بنادیا گیا۔ قرآن وسنت کے دلائل سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان سمیت تمام مسلم ریاستوں کے حکمران فاسق تو ہو سکتے ہیں کافر اور مرتد نہیں، چاہے وہ اسلامی نظام نافذ کرنے میں ناکام ہی کیوں نہ ہوں، عوام جو ان عدالتوں میں اپنے جھگڑوں کے فیصلے کرواتے ہیں معذور و مجبور ہیں لہذا وہ بھی کافر و مرتد نہیں ۔ عصر حاضر میں مسلم حکمرانوں اور مسلم عوام کے خلاف تکفیر، خروج، تشدد، قتل وغارت اور ہر طرح کی دہشت گردانہ کاروائیاں نہ قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور نہ صحابہ، تابعین، آئمہ مجتہدین اور مسلمانوں کی اجتماعی فکر کے مطابق ہیں۔ اس طرح کی ہر کاروائی غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہے۔ اور یہ لوگ خارجی فکر کے حامل اور سزا کے مستحق ہیں۔

---

[20]۔ پیغام پاکستان، **ادارہ تحقیقات اسلامی**، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۱۸ء، ص۷۔
Pegham e Pakistan, *Idārah Tehqiqāte Islami*, International Islamic University Islamabad, 2018, p.7

[21]. بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۲۹۵۵

Bukhari, *Al Jāme al Sahīh*, Hadith: 2955

خلافت اور اسلامی قانون نافذ کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے خود بتایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ."[22]

"تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔"

جب اللہ کے قرآن اور سنت رسول اور سیرت صحابہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعے خلافت ملے گی تو لوگوں کے ایمان اور عمل صالح کی بہتری کی کوشش کی بجائے حکمرانوں کی تکفیر، خروج، تشدد اور قتل و غارت کا غیر اسلامی طریقہ، غیر اخلاقی اور غیر قانونی طریقہ اپنانا کم علمی اور قواعد شرعیہ سے ناواقفیت نہیں تو اور کیا ہے؟ پاکستان میں کتنے لوگ ایمان اور عمل صالح کے اس معیار پر ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ خلافت فی الارض سے نواز دے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو دعوت و اصلاح کی بھرپور کوشش کی جائے اور جب مطلوبہ تعداد میں لوگ ایمان اور عمل صالح کی معیار پر پہنچ جائیں گے خلافت علی منہاج النبوۃ خود بخود قائم ہو جائے گی۔ اسلامی قانون نافذ ہو جائے گا، امن قائم ہو جائے گا اور ظلم ختم ہو جائے گا۔ خوشحالی اور ترقی امن سے قائم ہو گی نہ کہ تشدد سے۔

22۔ النور، ۲۴: ۵۵ — Al-Noor, 24: 55